خطبہ جمعہ

حسد سے بچو کیونکہ یقیناً حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو

اخلاق سے ہی دنیا کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ اس جماعت کا فرض ہے کہ اخلاق کے ساتھ دلوں پر حکومت کرے

احمدیوں کو ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی اس طرح کرنی چاہئے کہ جیسے انسان شیشہ دیکھتا ہے تو وہ اسے اس کے داغ دکھا دیتا ہے مگر اس طریق پر کہ اس کو غصہ نہیں آتا اور وہ دوسرے کو اس کے عیوب نہیں دکھاتا

(حسد کے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے جماعت کو نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳/مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۳/امان ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ . مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ . وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ. وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ . وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾۔(سورۃ الفلق)

تُو کہہ دے کہ میں (چیزوں کو) پھاڑ کر (نئی چیز) پیدا کرنے والے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اُس کے شر سے جو اس نے پیدا کیا۔ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا ہو۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

یہ سورۃ الفلق کی تلاوت میں نے کی ہے۔ اس سورۃ میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ان چیزوں کے شر سے جو تو نے پیدا کی ہیں۔ سب سے پہلے اس بات پر غور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی شر نہیں پیدا کیا۔ پھر ان کے شرّ سے کیسے پناہ مانگتے ہیں جو خدا نے پیدا فرمائی ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ہر چیز بھلائی کے لئے پیدا کی ہے اور اس کے فقدان کا نام شرّ ہے جیسے سایہ اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں ہے ہاں جب روشنی اور انسان کے سائے کے درمیان میں انسان کا علم کھڑا ہو جاتا ہے تو روشنی کے فقدان کا نام شرّ ہے جیسے اس سائے کا نام شرّ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ شرّ اس بھلائی سے فائدہ نہ اٹھانے کا نام ہے۔

'اور اندھیرا کرنے والے کے شرّ سے جب وہ چھا چکا ہو'۔ اس سے مراد ایسی راتیں ہیں جب انسان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور پورا ایک اندھیرے کا عالم طاری ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ملتا۔ پس انسان کے لئے براہ راست بعض دفعہ ایسے مواقع آتے ہیں کہ جب کہ ہدایت کا سورج چھپ جاتا ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ تو خصوصاً اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اندھیرے کے شرّ سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔

'اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے'۔ گرہوں میں پھونکنے والیاں کون ہیں۔ ایسی قومیں ہیں جو Divide and Rule پر ایمان رکھتی ہیں اور تمام دنیا میں ان کا یہی حال ہے۔ جہاں بھی انہوں نے ملکوں پر اور نو آبادیات پر حکومت کی ہے وہاں بنیادی اصول ان کا یہی رہا کہ Divide and Rule۔ تو جو گرہوں میں پھونکنے والیاں ہیں وہ یہی قومیں ہیں جو انسان کو انسان سے لڑاتی اور طاقتور سے طاقتور ملکوں کو بھی زیر نگیں کر لیتی ہیں اس لئے کہ ان کی طاقت کو آپس میں لڑا دیتی ہیں۔

پھر 'حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے'۔ اب فطرۃً ایک انسان حاسد ہو سکتا ہے مگر اگر کوئی اس کا دشمن پیچھے گر رہا ہو تو اس کو حسد نہیں ہوگا۔ حسد ہمیشہ اس وقت کرے گا جب وہ ترقی کر رہا ہو۔ تو ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ میں اس بات کی پیشگوئی ہے کہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا اور جب ترقی کرے گا تو دوسرے کو حسد پیدا ہوگا اور جس وقت حسد پیدا ہوگا اس وقت اس کے شرّ سے پناہ مانگو۔ 'جس وقت حسد پیدا ہوگا اس وقت شرّ سے پناہ مانگو' میں یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے ترقی کی راہ پہ آگے بڑھنا ہے اور دشمن کے لئے ہمیشہ حسد کے موقعے پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس سورۃ کی تلاوت کے بعد اور اس کی مختصر تشریح کے بعد اب میں حسد وغیرہ کے متعلق آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض احادیث سناتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو کیونکہ یقیناً حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو یا (راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے شاید یہ فرمایا) جڑی بوٹیوں کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب الادب)

تو جس شخص کی طبیعت میں حسد ہو اس کی کوئی بھی دعا مقبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہمیشہ دشمن کو بغض کی نظر سے دیکھتا ہے اور جو اللہ کے بندوں سے بغض کرتا ہے پھر اللہ اس کو اس کی سزا بھی دیتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور نماز مومن کا نور ہے اور روزے آگ کے خلاف ڈھال ہیں۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحسد)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آپس میں بغض نہ رکھو۔ اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں اُس کی برائی بیان کرو۔ اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

(بخاری، کتاب الأدب ما يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ والتَّدابُرِ وقوله تعالىٰ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ)

جو تین روز سے زیادہ قطع تعلق ہے یہ دنیاوی اغراض سے تعلق رکھنے والے امور ہیں۔ دنیا میں اگر اسے کسی سے نقصان پہنچا ہو تو اس کا غصہ زیادہ سے زیادہ تین دن رکھے اس کے بعد غصہ تھوک دے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں گزشتہ اقوام کی بیماریاں آہستہ آہستہ پھیل جائیں گی جو حسد اور بغض ہیں"۔ گزشتہ قوموں کو انہی چیزوں نے ہلاک کیا۔ حسد اور بغض ان کی ساری ترقی اور نیکی کو چاٹ گئیں۔ "اور بغض تو مونڈ کے رکھ دینے والی بیماری ہے"۔ جیسے سر مونڈا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "بال مونڈنے والی نہیں بلکہ دین کو مونڈ کر رکھ دینے والی۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، تم اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے جب تک باہم محبت نہ کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں السلام علیکم کہنے کو رواج دو"۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵، مطبوعہ بیروت)

اب السلام علیکم تو ہمارا روزمرہ کا دستور ہے۔ ہر مسلمان جو دوسرے کو ملتا ہے السلام علیکم کہتا ہے۔ لیکن یہاں السلام علیکم سے مراد حقیقی السلام علیکم ہے۔ یعنی اس کو یہ خوشخبری دینا کہ تمہیں میری طرف سے کبھی کوئی شر نہیں پہنچے گا ورنہ اب تو السلام علیکم کہنے کے جرم میں احمدیوں کو پاکستان میں بڑی بڑی سزائیں بھی ملتی ہیں۔ تو ان کو دل میں السلام علیکم کہہ دینا چاہئے، اونچی زبان میں منحوسوں کو السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے

السلام علیکم کہو اس کو رواج دو تو اس سے بغض کم ہوتا ہے اور نیکیاں پھیلتی ہیں۔ پس احمدیوں کو یہی نصیحت ہے کہ وہ دل سے ہر ایک کی اچھائی چاہیں اور اسے السلام علیکم کہیں مگر منہ سے نہ کہیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے پاکستان میں ایک احمدی نے کسی مُلّاں کو السلام علیکم کہہ دیا۔ اس نے شور مچایا اور سب اسے پکڑ کر تھانیدار کے پاس لے گئے۔ تھانیداروں میں بھی بہت سے شریف ہوتے ہیں۔ اس نے جب یہ سنا کہ السلام علیکم کے جرم میں اس کو پکڑ کر میرے پاس لائے ہیں تو اس نے کہا دیکھو آج تو میں اس کا چالان ہرگز نہیں کروں گا۔ تم جتنا مرضی زور لگا لو میں ہرگز چالان نہیں کرنا۔ میرے اوپر کے افسروں سے حکم دلا دو تب بھی میں نہیں کروں گا۔ اس نے السلام علیکم کہا ہے، اس میں کیا جرم ہے؟ لیکن اس احمدی کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر آئندہ تم نے اس خبیث کو السلام علیکم کہا تو پھر میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تم لعنۃ اللہ علیکم کہہ دیا کرو۔ اور یہ پاکستان کے قانون کے مطابق کوئی جرم نہیں۔ اس لئے آئندہ سے جب اس کی شکل دیکھو اس کو لعنۃ اللہ علیکم کہہ دیا کرو اور یہی اس کی جزا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس السلام علیکم کی بات کرتے ہیں وہ السلام علیکم دل سے نکلتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں کوئی شر نہیں پہنچے گا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے اُس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اُسے (دوسروں تک) پہنچایا ...... تین باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں ایک مسلمان کا دل کینہ نہیں رکھ سکتا: اللہ کی خاطر اخلاص سے کام کرنا۔" اب اپنے بھائیوں کو اخلاص سے کام کرتے دیکھو تو اس سے کینہ نہیں پیدا ہو سکتا اور یہ حقیقی اسلام ہے۔ "آئمۃ المسلمین کی خیر خواہی"۔ مسلمانوں کے جو ائمہ ہیں، جو سچے مسلمان ہیں ان کے لیڈر ہیں ان کی ہمیشہ خیر خواہی کرو۔ "اور اُن کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا"۔ کسی قیمت پر بھی نیک لوگوں کی جماعت سے نہ ہٹنا۔ جیسے ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ پڑ جاتا ہے جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے۔ یہ حقیقی اسلام ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ)

حضرت عطاء بن ابو مسلم عبداللہ الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، بغض جاتا رہے گا"۔ اب مصافحہ کا بھی عام رواج ہے مگر بہت سے بدبخت مصافحہ کرتے ہیں اور دل میں برائی رکھتے ہیں اور اس کو بددعا بھی دیتے ہیں۔ اسی قسم کا واقعہ آنحضرتؐ کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ سے بھی مروی ہے کہ ایک منافق انسان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی اس سے مصافحہ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو اس پر ایک مومن نے جو اس بدبخت کا حال جانتا تھا کہا کہ آپ نے بھی اس سے مصافحہ کر لیا۔ وہ تو بدبخت آپ کو دل میں بددعائیں دے رہا تھا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں۔ اس نے مصافحہ کیا اپنی نیت سے، میں نے مصافحہ کیا اپنی نیت سے اور اللہ تعالیٰ اس کو اسی قسم کی جزا دے گا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک سواری پر ہودج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں تو ایک منافق نے آپ کو کہا السلام علیکم اور دل میں السلام کی بجائے السام علیکم پیش نظر رکھا اور جلدی سے جس طرح السلام علیکم کہہ دیتے ہیں اسی طرح اس نے جلدی میں اس طرح کہا کہ آنحضرت ﷺ سمجھیں کہ اس نے سلام کیا ہے اور پھر مجھے بھی کہیں وعلیکم السلام۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ اس نے تو السام علیکم کہا تھا۔ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سنا نہیں، میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے وعلیکم نہیں کہا تھا میں نے علیکم کہہ دیا تھا۔ واؤ کا لفظ نہیں بولا میں نے۔ اس نے مجھ پر لعنت بھیجی وہ تو قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ جب میں نے علیکم کہا تو اس کی لعنت اس پر پڑ گئی۔ پس حضرت عطاء بن ابو مسلم خراسانی فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو وہ جو سچے دل سے مصافحہ ہوتا ہے اس سے بغض جاتا رہے گا۔ اور ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو، باہم محبت کرنے لگو گے (اور) کینہ جاتا رہے گا۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الجامع)

پس تحائف کا رواج بھی موطا امام مالک کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ بھی تحائف کو عام کرتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں میں ایک دوسرے سے محبت بڑھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا"۔ کیونکہ شیطان نے آپ کے دماغ میں یہ بات ڈالی کہ یہ اچھا پھل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع کر دیا۔ پس اس کے نتیجہ میں ایک توجہ اور حرص پیدا ہو گئی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت آدمؑ کی نیت میں گناہ نہیں تھا۔ ایک دھوکہ کھا گئے، غلطی کر گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو استغفار کا طریق بھی سمجھایا۔ "اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا"۔ (مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

آنحضرت ﷺ نے بعض دفعہ حسد کا لفظ استعمال فرمایا ہے مگر حسد کے معنوں میں نہیں بلکہ رشک کے معنوں میں۔ اور رشک کے معنوں میں حسد کرنا یہ جائز بلکہ بہت ہی مناسب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے"۔ یہاں رشک مراد ہے حسد نہیں ہے۔ "ایک یہ کہ کسی شخص کو اللہ نے مال دیا ہو اور پھر اسے حق کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی ہو"۔ اب ظاہر بات ہے اس میں حسد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ پس حسد سے مراد وہاں رشک تھی۔ اور "دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اس کے ذریعہ فیصلے بھی کرتا ہو اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہو"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحسد)

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ"۔

میں نے اخلاق کی بہتری کے لئے یہ مضمون چنے ہیں کیونکہ درحقیقت اخلاق ہی سے دنیا کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ جس نے پھیلنا ہے اور کثرت سے پھیلنا ہے کروڑ سے کروڑوں ہونا ہے اس جماعت کا فرض ہے کہ وہ اخلاق کے ساتھ دلوں پر حکومت کرے نہ کہ ظاہری حکومت کی تمنا رکھے۔ پس اخلاق فاضلہ ہی کی تعلیم کو اپنانا ہے اور اخلاق فاضلہ ہی کی تعلیم کو رواج دینا ہے اور احمدیوں کو ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی اس طرح کرنی چاہئے جیسے انسان شیشہ دیکھتا ہے تو وہ داغ دکھا دیتا ہے۔ ایک شیشہ اپنے داغ دکھاتا ہے لیکن دوسرا کوئی اس شیشے کو اٹھائے اس کو پہلے والے کی شکل کے داغ نہیں دکھائے گا۔ پس المومن مرآۃ المومن میں یہی حکمت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک مومن شیشے کو دیکھتا ہے وہ اس کے عیوب اس پر ظاہر کرتا ہے مگر اس طریق پر کہ اس پر اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اچھا شیشہ ہو تو اتنا ہی پیار بڑھے گا۔ اگر اس کا شیشہ دوسرے کو اس کے عیوب دکھائے تو لازماً اس پر اسے غصہ آئے گا اور اس کو توڑ دے گا۔ تو مومن کو اس طرح مومن کے اخلاق درست کرنے چاہئیں کہ یہ پیار اور حکمت سے علیحدگی میں بات کرے اور اس رنگ میں بات کرے کہ اس کو غصہ نہ آئے بلکہ اس نصیحت کے نتیجہ میں اس کا پیار بڑھے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ۔ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہنچا دیتی ہیں.......... اور اسی طرح پر بہت سے بُرے خُلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اُن پر کبھی غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۹۵۔۳۹۶)

ہمیشہ انسان ان اخلاق پر غور کرتا ہے جو اس کے فائدے کے ہوں۔ جب اس کے فائدے کے

خلاف کوئی بات ہو رہی ہو تو یہ غور نہیں کرتا کہ میرے دل میں اس کے متعلق کیا خیال پیدا ہوا ہے۔ اس وقت غصے کا اور جوش و غضب کا خیال پیدا ہوا کرتا ہے۔ اس پر غور ہی نہیں کرتا کہ اس نے میری برائی کی ہے تو میں نے اس برائی کے نتیجہ میں اپنے دل میں اس کے خلاف کیا جذبہ پایا تھا۔ یہ خود بخود ایک خودرو جذبہ ہے جو پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف کو انسان خیال نہیں کرتا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کُڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے۔ اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے، کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ (ملفوظات جلد ۳۔ صفحہ ۱۰۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اصل میں صفات کُل نیک ہوتے ہیں، جب ان کو بے موقعہ اور ناجائز طور پر استعمال کیا جاوے تو وہ برے ہو جاتے ہیں اور ان کو گندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب ان ہی صفات کو افراط تفریط سے بچا کر‘‘۔ افراط و تفریط کا مطلب ہے ان کے اصل سے بہت بڑھا کر یا بہت نیچا دکھا کر۔ یعنی صراط مستقیم پر نہ چلے بلکہ یا ایک طرف جھک جائے یا دوسری طرف جھک جائے۔ ’’محل اور موقعہ پر استعمال کیا جاوے تو ثواب کا موجب ہو جاتے ہیں‘‘۔ جن میں نہ افراط ہو نہ تفریط ہو۔ نہ حد سے زیادہ غصہ ہو، نہ حد سے زیادہ نرمی ہو۔ تو ایسی صورت میں وہ ثواب کا موجب بن جاتے ہیں۔ ’’قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے: ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق:۶) اور دوسری جگہ ﴿اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ﴾۔ اب سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اَور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے‘‘۔ اب یہ صفت جو آگے بڑھنے کی صفت ہے یہ تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں بھی تھی۔ لیکن برمحل تھی۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوڑ کی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ آگے نکل گئیں۔ اس وقت آپ خاموش رہے۔ پھر ایک اور موقعہ پر دوڑ کی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ آپؐ نے فرمایا تِلْكَ بِتِلْكَ، کہ یہ اس کا بدلہ ہے اور اس سے زیادہ کوئی بات نہ کی۔ تو یہ بھی تو ایک قسم کا رشک ہی تھا کہ میری نوجوان بیوی آگے نکل گئی ہے تو پھر خدا نے آپؐ کو موقعہ دیا کہ آپ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہرا دیں۔ پس بظاہر اس کو حسد کہا جاتا ہے مگر یہ بمعنی رشک ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے۔ اور کوشش کرنے والے کی استعداد بڑھ جاتی ہے۔ سابقون گویا حاسد ہی ہوتے ہیں‘‘۔ اور مومن کا تو نصب العین ہی سبقت لے جانا ہے۔ ’’لیکن اس جگہ حسد کا مادہ مصفّٰی ہو کر سابق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حاسد ہی بہشت میں سبقت لے جاویں گے‘‘۔

(ملفوظات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۷۔ جدید ایڈیشن)

اس جگہ حاسد بمعنی رشک مراد ہے ورنہ غلط معنوں میں جو حاسد ہیں وہ تو بہشت کا منہ بھی نہیں دیکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی طرز سے نہایت مشابہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مزاج اور طبیعت کی اغذیہ اور ادویہ پر زور مارنے سے ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی‘‘۔ ادویہ دوا کی جمع ہے۔ اغذیہ، غذا کی جمع ہے۔ تو صرف ایک ہی قسم کی غذا کھائی جائے اور ایک ہی قسم کی دوائیں لی جائیں تو انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے دانت اور داڑھیں ایسے عطا فرمائے ہیں جس میں گوشت کھانے کے لئے بھی مادہ موجود ہے اور بے گوشت کی سبزیاں کھانے کا بھی مادہ موجود ہے۔ پس اس کی دانتوں کی بناوٹ ہی اس کو سارے جانوروں سے اس پہلو میں ممتاز کرتی ہے کہ وہ بیک وقت گوشت بھی کھا سکتا ہے اور نرم سبزیاں بھی کھا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں: ’’اگر ہم دس یا بیس روز متواتر ٹھنڈی چیزوں کے کھانے پر ہی زور دیں اور گرم غذاؤں کا کھانا حرام کی طرح اپنے نفس پر کر دیں تو ہم جلد تر کسی سرد بیماری میں جیسے فالج، لقوہ اور رعشہ اور صرع (یعنی مرگی) وغیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر ہم متواتر گرم غذاؤں پر زور دیں یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے‘‘۔

مگر انڈونیشیا میں مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ پانی بھی گرم ہی پیتے ہیں۔ ٹھنڈا پانی کبھی نہیں پیتے۔ اور ہم لوگ گرم پانی برداشت نہیں کر سکتے۔ سخت سردی میں بھی ٹھنڈا پانی ہی اچھا لگتا ہے۔ اس لئے ہمیں دعا میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ‘‘۔ کہ ہمیں تیری محبت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔ تو ٹھنڈا پانی اچھا ہے سوائے بعض علاقوں میں بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ انڈونیشیا میں مَیں نے دورہ میں دیکھا کہ ہمیشہ گرم پانی پیتے ہیں۔ اور اس علاقے کے لحاظ سے غالباً یہ ضروری ہو گا۔

تو آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے۔ سوچ کر دیکھو کہ ہم اپنی جسمانی تمدن میں کیسے گرم اور سرد اور نرم اور سخت اور حرکت اور سکون کی رعایت رکھتے ہیں اور کیسی یہ رعایت ہماری صحتِ بدنی کے لئے ضروری پڑی ہوئی ہے۔ پس یہی قاعدہ صحتِ روحانی کے لئے برتنا چاہئے۔ خدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بری نہیں، صرف اس کی بد استعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بُری چیز ہے لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اس رشک کے رنگ میں آ جاتی ہے جس کو عربی میں غِبطَه کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاقِ ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بد استعمالی یا اِفراط اور تفریط سے بدنما ہو جاتی ہے۔ اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حدِ اعتدال پر لانے سے وہی اخلاقِ ذمیمہ، اخلاقِ فاضلہ کہلاتے ہیں‘‘۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۶۶۔۶۷)

مومن کا تو نصب العین ہی خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ﴿لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا. فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ نیکیوں اور بھلائی میں ایک دوسرے سے حسد کی بجائے آگے بڑھنے کی خواہش پیدا کرے اور قرآن کریم میں یہ اس کا نصب العین مقرر فرمایا گیا ہے۔

ایک اور تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے‘‘۔ جو نظر آ جاتی ہے کھلی کھلی۔ ’’لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے اور پھر ان کا چھوڑنا اُسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ محرقہ بھی گو سخت تپ ہے مگر اس کا علاج کھلا کھلا ہو سکتا ہے‘‘۔ مُحرقہ سے مراد ٹائیفائیڈ ہے۔ یہ بہت ضِدّی اور خطرناک بیماری ہے لیکن ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس اس کا علاج ناممکن نہیں ہے۔ مناسب دواؤں سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ ’’لیکن تپدق جو اندر ہی کھا رہا ہے اس کا علاج بہت ہی مشکل ہے‘‘۔ بعض دفعہ لوگوں کو تپدق کی بیماری ہوتی ہے اور پتہ ہی نہیں چلتا کہ اندر اندر کیا حال کر رہی ہے۔ جب پھیپھڑوں کی رگیں پھٹ جاتی ہیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ تپدق نے کھوکھلا کر دیا تھا۔ ’’اسی طرح پر یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض، کینہ، حسد، ریا، تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے...... اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جن کا دُور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے‘‘۔ یعنی موت وارد کر دی جائے اپنے اوپر تو پھر ان سے خلاصی ہوتی ہے۔ یعنی اپنی برائیوں پر انسان لِلّٰہ موت وارد کر دے۔ جیسے صوفی کہتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ کہ اپنے آپ کو مارو پیشتر اس کے کہ تم مارے جاؤ اور خدا کی تقدیر تم کو پکڑ لے۔ ’’اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کر لے، تزکیۂ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیۂ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پا لی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آ پڑتا ہے اور کسی سفیہ سے‘‘۔ سفیہ سے مراد ہے بیوقوف۔ کسی بیوقوف سے ’’مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند ان سے ظاہر ہوتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیۂ نفس جو کامل کرتا ہے، میسّر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اوّل مجاہدہ اور تدبیر، دوم دعا، سوم صحبت صادقین‘‘۔

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ ملفوظات میں سے عبارت لی گئی ہے۔

"مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے"۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شدید دشمن بھی آپ کے جان نثار خادموں میں بدل گئے تھے۔ "لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں۔ اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہوگا؟۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں"۔ (ملفوظات۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۴۰۔ جدید ایڈیشن)

اعداء تو ہوتے ہیں مگر مراد یہ ہے کہ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہ۔ محبت بھی خدا کی خاطر ہی کی جائے اور بغض بھی خدا ہی کی خاطر کیا جائے۔

"مَیں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا"۔ بالکل یاددہانی نہیں کرانی چاہئے کہ تم نے مجھ پر یہ یہ ظلم توڑے تھے۔ "مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے"۔

یہاں 'خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے' سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی ناواجب ناجائز کلمہ نہ کہے۔ اس وقت جو میرا جوش ہے وہ لِلّٰہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ لیکھرام نے جو شدید دشمن تھا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کا بھی، اس نے سٹیشن پر آپؑ کو السلام علیکم کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر دیکھا بھی نہیں۔ تو کسی مرید نے کہا: حضور لیکھرام السلام علیکم کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے آقا کو تو بددعائیں دیتا ہے اور ان کے خلاف زبان دراز کرتا ہے، مجھے سلام کہتا ہے۔ مجھے کوئی اس کا سلام قبول نہیں۔ تو یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد ہے کہ اگر کوئی صلح کا طالب ہو تو خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے تو میں بھی اس سے صلح کر لوں گا۔ "یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ وَر نہیں ہونا چاہئے۔ اگر وہ کینہ وَر ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا، وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروانہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے، نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۲۹۔ جدید ایڈیشن)

ملفوظات میں ایک یہ بھی فرمان درج ہے:

"ہم بھی بعض دفعہ کسی پر ناراض ہوتے ہیں۔ مگر ہماری ناراضگی دین کے واسطے اور اللہ کے لئے ہے جس میں نفسانی جذبات کی ملونی نہیں اور دنیوی خواہشات کا کوئی حصہ نہیں، ہمارا بغض اگر کسی کے ساتھ ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور اس واسطے وہ بغض ہمارا نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ کا ہی ہے کیونکہ اس میں کوئی ہماری نفسانی یا دنیوی غرض نہیں۔ ہم کسی سے کچھ لینا نہیں چاہتے، نہ کسی سے کوئی خواہش رکھتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۱۷۱۔ جدید ایڈیشن)

پھر ملفوظات میں ایک اور عبارت بھی درج ہے:

"جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی"۔ پس یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ دل میں کسی کا کینہ اور بُغض نہ ہو سوائے اس للّٰہی کے۔ اگر ہو گا تو پھر دعا قبول نہیں ہوتی۔ "اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بُغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ اس کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اُس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقّت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کر اُس پر لکھوایا

مکن شادمانی بمرگ کسے   کہ دہرت پس از وے نماند بسے

(کہ کسی کے مرنے پر خوشی نہ مناؤ کیونکہ تمہارا زمانہ بھی اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ ہر شخص نے آخر مرنا ہے)

خدا کا حق تو انسان کو ادا کرنا ہی چاہئے مگر بڑا حق برادری کا بھی ہے جس کا ادا کرنا نہایت مشکل ہے"۔ عام طور پر برادری کے جھگڑے جو ہیں یہ بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں اور میرے پاس بھی اکثر شکایتیں برادری کے جھگڑوں کی آتی ہیں۔ "ذرا سی بات پر انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ سخت کلامی کی ہے۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنے دل میں اس بدظنّی کو بڑھاتا رہتا ہے اور ایک رائی کے دانے کو پہاڑ بنا لیتا ہے اور اپنی بدظنّی کے مطابق اس کینے کو زیادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب بُغض ناجائز ہیں"۔ (ملفوظات۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۷۱۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس خطبہ کا آخری اقتباس براہین احمدیہ حصہ چہارم سے لیا گیا ہے۔ فرمایا:

"اِذَا نَصَرَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنَ جَعَلَ لَہُ الْحَاسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ فَالنَّارُ مَوْعِدُھُمْ۔ خدا تعالیٰ جب مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر کئی اس کے حاسد بنا دیتا ہے"۔ یہ وہی بات ہے جو خطبہ کے آغاز ہی میں مَیں نے کہی تھی کہ ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ پیشگوئی ہے کہ مومن ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے اور جب ترقی کرتا ہے تو وہ جس کے دل میں حسد کا مادہ ہے ضرور اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ "سو جو لوگ حسد پر اصرار کریں اور باز نہ آویں تو جہنم ان کا وعدہ گاہ ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ ۲۰۵۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پس مَیں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس نے دنیا میں بہت ترقی کرنی ہے اور کر رہی ہے وہ ہمیشہ حاسدین کو حسد کا موقع دیتی رہے گی یعنی بڑھتی چلی جائے گی اور جو اللہ کی راہ میں اس کے حاسد ہونگے ان کو اللہ تعالیٰ اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنائے گا۔